مولانا عبدالقیوم حقانی

سج رہا ہے شاہِ خوباں کیلئے دربارِ دل

(ایک اہم علمی اور حیرت انگیز سائنسی انکشاف)

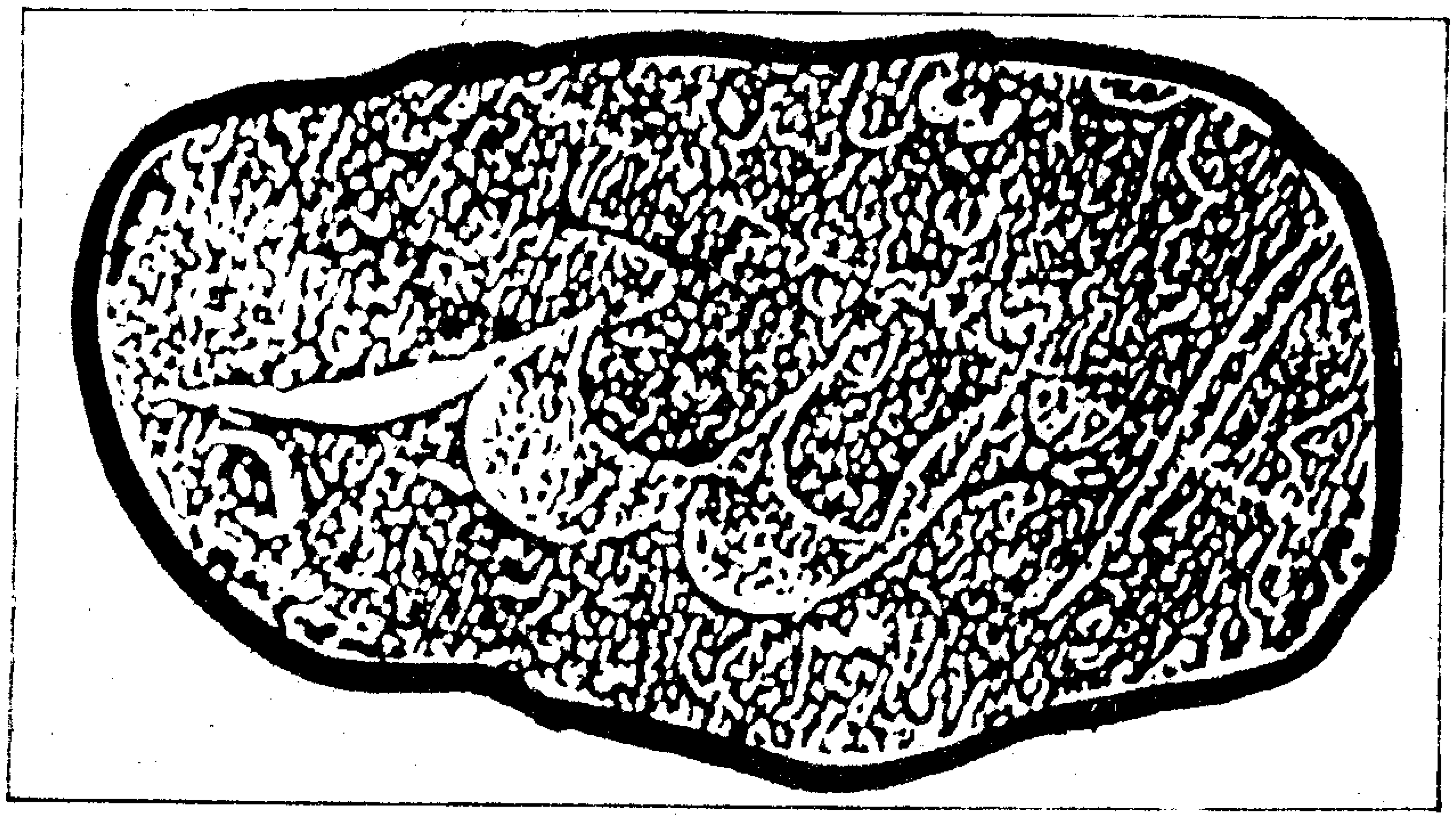

گذشتہ ماہ معروف سکالر، مشہور مصنف علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذِ خاص اور امام لاہوریؒ کے خلیفۂ اجل حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے سفرِ عمرہ کے پیشِ نظر ایک جمعہ اپنے ہاں پڑھا دینے کا حکم فرمایا تھا۔ پھر خطبۂ جمعہ اور اپنی نیابت کے اہتمام کے پیشِ نظر حجازِ مقدس سے فون پر اس کی تاکید بھی کر دی تھی ــــ حضرت مدظلہ کے نظرِ انتخاب اور تعمیلِ ارشاد کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے دارالارشاد اٹک میں جب حاضرِ خدمت ہوا تو حضرت مدظلہ کے حجرۂ خاص میں دیوار پر لگی ہوئی ایک فریم شدہ اخباری عربی عبارت اور نقش پر نظر پڑ گئی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے قریب سے دیکھا اور پڑھا تو نیرنگیٔ قدرت اور سائنسی اعتبار سے اسلام کی حقانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کی صداقت کی مزید شہادت سامنے آ گئی ــ بعد میں جب حضرت مدظلہ سفرِ عمرہ سے واپس تشریف لائے تو میری درخواست پر اس فریم شدہ اخباری خبر اور قلب کے عکس کی فوٹو کاپی مرحمت فرمائی۔ لیجئے! آپ بھی عربی خبر کا اردو ترجمہ اور قلبِ انسان پر اللہ کے اسمِ ذات کا نقشِ جمیل ملاحظہ فرمائیں۔

" ایک محیر العقول علمی انکشاف نے سپیشلسٹ ڈاکٹروں اور میڈیکل کے ممتاز پروفیسروں کی ایک بڑی جماعت کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ کہ رب العالمین جل جلالہ کا مقدس نام " اللہ " انسان کے دل پر نقش

ہے۔ اس سنسنی خیز واقعہ کو ریلیز (REALIES) رسالہ نے نشر کیا ہے۔ جناب ڈاکٹر خلوق نور باقی اس ہوش ربا انکشاف کا موجد ہے۔ جو ترکی میں امراضِ قلب کا ایک ماہر ڈاکٹر ہے۔ اس کے پیہم و مسلسل طویل ریسرچ نے اس حقیقت کا ادراک کیا ہے کہ انسانی دل کے ایک حصہ پہ خدا تعالیٰ کا اسم ذات " اللہ " کا کلمہ عجیب غریب انداز میں موجود ہے۔ جناب ڈاکٹر خلوق کا بیان ہے کہ ایک روز میں کسی علمی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک مجھے دل کی ایک تصویر پہ لفظ " اللہ " نظر آنے لگا جو دل کے درمیان تحریر شدہ تھا میں نے سوچا شاید یہ میرا تخیل ہے۔ میں نے تصویر کو قریب سے بار بار دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ دل کے اندر کسی ماہر خوشنویس نے اپنی انگلیوں سے " اللہ " کا مبارک نام لکھ دیا ہے۔ پھر میں نے کئی سال مسلسل انسانی دلوں کو مسلسل تجربات کئے۔ جدید ترین سائنسی آلات استعمال کئے۔ ریسرچ و تحقیق کا ہر ممکن وسیلہ اپنایا تو اس نتیجہ پر پہنچا اور اب میرا ایمان بھی یہی ہے کہ " اللہ " کا نام انسانی دل پر منقش ہے اور یہ بات صحیح اور واقعی حقیقت پر مبنی ہے۔ نیز اس بات کا مشاہدہ میں نے اس نقشہ میں بھی کیا ہے جو مغربی ماہرین امراضِ قلب ڈاکٹروں کا تیار کردہ ہے مختصر یہ کہ دل کے جملہ پرزے باعظمت ہیں اور دل کے اس پوشیدہ خزانے پر خدائی دستخط ہرگز کوئی اتفاقی بات نہیں بلکہ ہم دل کے بائیں جانب اس دستخط کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ انسانی جسم میں دل کا یہ لوتھڑا (جس پر زندگی کا مدار ہے) ہمیں زندگی کی ناپیدا کنار اہمیت کا احساس دلا رہا ہے۔ ریلیز (REALIES) رسالہ نے اس کے ساتھ دل کی وہ تصویر بھی شائع کی ہے جس پر " اللہ " کا اسم ذات صاف نظر آرہا ہے۔

دین اسلام سائنس اور سرجری کی ضرورت و اہمیت کے اعتراف اور اس کے اپنانے کی تعلیم دیتا ہے مردہ قلوب میں حرارتِ حیات دوڑانے کے ساتھ عصرِ حاضر کے تاریک دلوں کو انسانیت اور ایمان سے روشن کرنے کو اپنا ہدف قرار دیتا ہے۔ جو دل اللہ کی عظمت، سچائی صداقت انسانی اقدار، ابدی حقائق اور خدا کی معرفت سے تہی دامن اور ایمان کی روشنی سے خالی ہوں۔ اسلام ان کو زیادہ توجہ کا مستحق سمجھتا ہے۔ تاہم مسلم کے نزدیک غیبی حقائق کی تصدیق اور ایمان کے لئے کسی سائنس اور مشاہدے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ جس ذات نے حقائق اور خواص اشیاء کی پردہ دری کی صلاحیتیں انسان کو عطا فرمائی ہیں۔ کیا وہ خود اس کائنات اور اس کی مخلوقات میں۔ تمام اسباب اور عادات توڑ کر ہر قسم کے تصرفات پر قادر نہیں ہوگا؟

انسان اپنی فطرت، خلقت اور سرشت کے اعتبار سے اللہ وحدہ لاشریک کا قائل، موحد اور فرماں بردار ہے۔ مگر والدین، سوسائٹی تہذیب بالخصوص عصرِ حاضر کی تہذیب نے تو اپنے حیوانی فلسفہ اور طور طریقوں سے اس کے باطن کو خنزیروں، کتوں، بلیوں، گدھوں، چوہوں اور بندروں کے سانچہ میں ڈھال دیا اور مسخ کی باقی رہی سہی کسر اب کی بے حیائی اور جدید خدا بیزار تہذیب کی یلغار سے پوری کی جارہی ہے

عقل وخرد اور دانش وفہم کی خداداد ودیعت جن لوگوں نے ضائع نہیں کی ان کے لئے تو کائنات کا ذرہ ذرہ اور جدید سائنسی انکشافات ترقی وکمالات کے ہر زینہ پر پکار پکار کر خدا تعالیٰ کی خالقیت اور وحدانیت کی دعوت دے رہے ہیں۔ انہیں صرف قلب انسانی ہی نہیں، انسان کی زبان میں نہیں کائنات کے ہر ذرہ میں خدا کا نام، اس کی تخلیقی کاریگری اور بے مثال کام اور محبوب حقیقی کا جلوۂ جہاں آرا نظر آتا ہے ؎

وہ کون سی جا ہے جہاں جلوۂ محبوب نہیں
شوقِ دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

اور ایک صاحبِ دل، محبِ صادق اور دنیا میں جمال اور وصالِ یار سے ہمکنار نے تو یہاں تک کہہ دیا ؎

امروز چوں جمالِ تو بے پردہ ظاہر است
درحیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست

مگر عصر حاضر کا جدید تعلیم یافتہ، مغربی افکار کا دلدادہ اور تہذیب نو کا مہذب انسان جسے فیاضِ ازل نے احسنِ تقویم اور کرامتِ عظمیٰ کی دولت سے نوازا تھا اپنے اعمال وکردار، بدباطنی اور کج فکری کے ہاتھوں دوبارہ اسفل السافلین کی طرف لوٹ رہا ہے۔ جدید سائنسی وسائل، آکسیجن اور الیکٹرانک کے ذریعہ مردہ دلوں کو تھوڑی دیر کے لئے متحرک تو کیا جا سکتا ہے مگر انسانیت اور رحمدلی سے عاری، دہریت وخدا بیزاری سے معمور بے نور دلوں کا سائنس کے پاس کوئی علاج نہیں۔ اور یہ اس لئے کہ خود ان کے اپنے باطن، اخلاص وللہیت ذوقِ طلب ومحبت اور علم ودانش سے تہی وتاریک اور مضطرب ہیں۔ ایمان ویقین اور تصور آخرت جس سے مردہ دلوں کی مسیحائی ہوتی تھی۔ اجڑے ہوئے دل معمور اور آباد ہوتے تھے اس دولت کو پامال کر دیا گیا۔ صلاحیت اور استعداد مسخ کر دی گئی اور دل ایمان ویقین کی روشنی سے محروم ہونے کے انجام تک پہنچا دئے گئے ؎

جس قدر تسخیر خورشید وقمر ہوتی گئی　　　زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی
کائنات ماہ وانجم دیکھنے کے شوق میں　　　اپنی دنیا سے یہ دنیا بے خبر ہوتی گئی

دل کی دنیا، دل کا جہاں، اور دل کی کائنات ایک ایسی حقیقت ہے کہ ہر قوم، ہر تہذیب، عقل ودانش اور ہر زبان وادب اور فکر ونظر میں اسے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ حدیث رسول ﷺ میں ہے "القلب عرش الرحمٰن"، انسان کا دل اللہ کا مکان ہے۔ جدید سائنسی تحقیق اور مذکورہ ڈاکٹری ہینل کی سرجری اس کی شاہد عدل ہے۔ دل اور محبوب، قلب اور مقلب القلوب، ارباب قلوب اور اہل دل حضرات کے ہاں لازم اور ملزوم رہے ہیں اور شعراء کے ہاں اس کے بعض انداز کتنے پیارے دلچسپ اور دلِ عاشق کی دھڑکن بن کر سامنے آتے رہے مثلاً ؎

جنہیں میں ڈھونڈتا پھرتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہی نکلے میرے خلوت خانۂ دل کے مکینوں میں

فارسی میں دو شعر ملاحظہ فرمائیے ؎

بیرون دل نہ تواں یافت ہرچہ خواہی یافت — کدام گنج کہ در خانہ خراب تو نیست
زسیر عالم دل غافلیم ورنہ حساب — سرے اگر بگریباں فرود دریا ہست

دل کا خزانہ بہت قیمتی خزانہ، اس کی قیمت بازاری نہیں جوہری جانتے ہیں فارسی کا ایک اور شعر اور صوفیانہ تخیل ملاحظہ فرمائیے اور لطف اٹھائیے ؎

بہ خط و خال و خوباں مدہ خزینۂ دل
بدست شاہ و شہی دہ کہ محترم دارد

اور مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم کا وجد آفریں اور جذبات محبت سے معمور شعر اور دل کی عظمت کا تصور کیا کہنا؛ ؎

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے شاہ خوباں کے لئے دربار دل

اور محمد زکی کیفی مرحوم نے غضب ڈھایا ہے ؎

بزم ہستی میں ہمیں اور تو کیا لینا ہے — ہاں مگر دل کے تڑپنے کا مزہ لینا ہے
دل میں اک جذبۂ بے تاب اگر ہے موجود — منزل یار کہ دو گام میں جا لینا ہے

کیفی مرحوم کا ایک دوسرا شعر اپنے معنیٰ و مضمون اور تصور و مفہوم کے ساتھ اہل دل کے لئے کتنی بہترین سوغات ہے ؎

زخم دل جن کی کسک سے زندگی حساس تھی
آہ وہ بھی رفتہ رفتہ مندمل ہونے لگے

بہرحال دل ایک ایسا ادارہ ہے جس نے اس میں تعلیم و تربیت حاصل کی اس کی ناکامی کا کوئی سوال نہیں جو وہاں سے نکلا وہ ضائع نہیں ہو سکتا وہ ایک ایسا ادارہ ہے جہاں سے صرف ائمۂ فن، مجتہدین فکر، واضعین علوم، قائدین فکر و اصلاح اور مجددین امت ہی پیدا ہوئے ہیں وہ جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں اس کے سمجھنے میں عام مدارس اور یونیورسٹیاں طلبا، اور اساتذہ مشغول رہتے ہیں۔ ان کی لکھی ہوئی چیزیں درس کے طور پر پڑھی جاتی ہیں۔ ان کی تصنیفوں کی شرحیں لکھی جاتی ہیں۔ ان کے اجمال کی تفصیل کی جاتی ہے ان کے ثابت

ہ نظریات کی تائید و تشریح ہوتی ہے ان کے ایک ایک لفظ پر کتابیں لکھی جاتی ہیں اور ان کی ایک ایک
ے سے پورا پورا کتب خانہ تیار ہو جاتا ہے ۔ وہ ایک ایسا ادارہ ہے جہاں تاریخ پڑھائی نہیں جاتی بلکہ
خ بنائی جاتی ہے وہاں افکار و نظریات کی تشریح اور توضیح نہیں ہوتی بلکہ افکار و نظریات وضع کئے
ہیں، آثار و نشانات کے کھوج نہیں لگائے جاتے بلکہ وہاں سے آثار و نشانات پیدا ہوتے ہیں ۔ یہ دل
ہ اور دل ہر جگہ اور ہر زمانے میں پایا جاتا ہے ۔ یہی وہ داخلی مدرسہ ہے جو ہر انسان کے ساتھ
وتا ہے اور ہر ... اٹھاتے ہر مقام پر لئے پھرتا ہے ۔ دل کا مدرسہ ضمیر اور وجدان کا دبستان
وہ ایک ایسا مدرسہ ہے جہاں روحانی پرداخت اور الٰہی تربیت ہوتی ہے اور یہ ایک واضح حقیقت
خارجی مدرسہ کی بہ نسبت دل کے داخلی مدرسہ نے انسان کی زندگی میں ایک، درد و سوز تب و تاب
ے زبردست قوت اور توانائی بخشی ہے

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت لہو ترنگ ہے، غافل نہ جل ترنگ

ورۃ الصدر سائنسی اکتشاف سمیت موجودہ سائنس کی تمام جدید تحقیقات اور نت نئے اکتشافات
سلام کی تعلیمات ہدایات، ابدی صداقتوں اور عالم غیب کے بارے میں ان اعتقادات کی تائید اور
ت وکرامات کے ان خرقِ عادت مثالوں کی تصدیق کر رہی ہیں ۔ جن کا ظہور انبیاء کرام اور خدا تعالیٰ
دیدہ بندوں کے ہاتھوں ہوا ۔ جن کو علوم نبوت سے عاری تعلیمات اسلام سے بے بہرہ عقل اور مادہ کے
اسے تک ماننے کے لئے تیار نہ تھے ۔ کبھی انہوں نے قرآنی آیات پر یہ تضحیک کی کہ یہ کس طرح ممکن ہے
ے کے ہاتھ اور پاؤں اپنے اپنے اعمال و افعال کی آخرت میں شہادت دیں گے ۔ آخر ہاتھ پاؤں کی انگلیوں
کو زبان سے لگ جائے گی ؟ کم ظرف اور کم ایمان لوگ ان کے اس اعتراض کو اٹھائے لئے پھرا کرتے تھے
یڈیو ٹیپ ریکارڈر، آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں اور جدید صوتی سماعی اور بصری آلات نے ان بندگان
و اس بات کے ماننے پر مجبور کر دیا اگر لوہا، پلاسٹک کی پٹی، کیسٹ کا فیتہ بول سکتا ہے اور انسانی منہ
کا چھوٹا سا لوتھڑا بول سکتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے گویائی کی طاقت دی تو وہ بدن کی کھال، جسم
اور چمڑی کے بال کو بھی گویائی کی قوت دے سکتا ہے ۔
دہ پرستوں اور بزعم خود عقلمندوں نے امت مرحومہ کے عقیدۂ معراج جسمانی کا اس لئے انکار کر دیا تھا کہ
ن کو یہ باور کرانے میں ناکام رہتے تھے کہ انسان کس طرح فضاؤں میں اڑ سکتا ہے ؟ مگر آج خلائی کارناموں
و نیز، فضائی جنگ، جہازوں راکٹوں اور میزائلوں کے تصرف نے معراج کو بھی تجربہ اور مشاہدہ کی

حدود میں لا کھڑا کر دیا۔ اور کل کے عقلی فیصلوں نے آج کے مشاہدہ کے سامنے سپر ڈال دیا۔

کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ قیامت کے روز ہر شخص کے اعمال کا وزن، آنکھوں کی چوریاں دماغی فکر کے مختلف زاویے دل کی دھڑکنیں، عزائم اور ارادے، افعال کے اوزان اور اقوال کے میزان کا معیار کیا ہوگا؟ دنیوی فکر و ذہن کے سانچہ میں چونکہ بظاہر یہ بات نہیں ڈھل رہی اس لئے یہ ممکن بھی نہیں۔ عدم تجربہ اور عدم مشاہدہ سے وہ عدم وجود کے غلط نظریے کے قائل بلکہ داعی اور مبلغ تھے۔ مگر آج جب سائنسی اوزان، معیارات اور ترازوؤں کے ذریعہ لطیف سے لطیف اشیاء حرارت برودت اور ہوا تک کو تولا جا رہا ہے انسان کے اخلاقی احساسات تک معلوم کرنے کے آلات ایجاد ہو چکے ہیں تو سب نے کہا کہ اس سے تو آخرت میں وزنِ اعمال کا مسئلہ بھی تو عقل و فہم کے قریب آگیا ہے۔

بعض ظاہر بینوں نے حضرت عمر فاروقؓ کی آواز کا سینکڑوں میل کی مسافت پہ پہنچنے پر استبعاد کا اظہار کیا اعتراضات کئے، اُسے خلاف عقل و خرد کے خلاف قرار دیا۔ مگر اب ہزاروں میل سے ریڈیو، وائرلیس اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ اصوات اور تصاویر کے انتقال نے کرامت فاروقیؓ کی تصدیق کر دی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ شق صدر کو بھی ظاہر بینوں نے تختۂ مشق ستم بنایا۔ حضورؐ کا سینہ چاک ہونے سے عصر حاضر کے فلاسفروں، ظاہر بینوں اور کج فہم سائنس دانوں کو اچنبھا رہا مگر آج کے جدید معالجات، دل کی سرجری اور اعضائے رئیسہ کے اپریشنوں کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شق صدر کے پیچھے اخبار، غیبی معانی اور حقائق کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

جناب ڈاکٹر خلوق نور باقی کا تازہ ترین علمی اور سائنسی انکشاف کیا۔ اس بات کا منہ بولتا اور عملی ثبوت اور جدید سائنسی شاہد نہیں؟ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل یہ جو ارشاد فرمایا تھا کہ:-

کل مولود یولد علی الملۃ فابواہ یہودانہ وینصرانہ ویمجسانہ۔ فی روایۃ

کل مولود یولد علی الفطرۃ

فطرت اور ملت سے یہی تو مراد ہے کہ اس کے دل میں اللہ کا نام ہوتا ہے اور اس کے قلب میں اللہ کی توحید ہوتی ہے۔ وہ صاف لے کر آتا ہے ایسا دل جس پر اللہ کا نام کندہ اور اس کی عظمت کی پرچھائیاں غالب ہوتی ہیں مگر والدین ماحول سوسائٹی اور تہذیب اسے اپنے اپنے سانچوں میں ڈھال دیتے ہیں۔

کوئی قادیانی استاذ اسلامیات کا مضمون نہیں پڑھا سکتا
اس پر عمل درآمد ہر مسلمان عاشقِ رسولؐ کا دینی فریضہ ہے
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان